

رسائل وسائل

خانگی معاملات میں توازن

سوال: میں ان دونوں بہت زیادہ ہنی انتشار کا شکار ہوں۔ میرا دل نہ تو عبادت میں لگتا ہے اور نہ گھر کا کوئی اور کام کرنے کو ہی دل چاہتا ہے۔ میری شادی پسند کی شادی ہے جس پر بعد میں والدین بھی راضی ہو گئے تھے۔ یہ شادی ہو جانے کے بعد وہ سڑھے اس طرح بن گیا کہ میری نند کی شادی میرے ماںوں کے ساتھ ہوئی تھی۔ ان دونوں میاں بیوی میں اکثر جگہزار ہتا ہے جس کے نتیجے میں بیوی کا ناراض ہو کر میکے چلے جانا لڑائی کا اہم جزو بن چکا ہے اور جواب میں میرے شوہر اور سرال والے مجھے اپنے گھر، یعنی میکے بھیج دیتے ہیں۔ میرے شوہر ہر دلیل کو اس وقت رد کر دیتے ہیں جب معاملہ ان کی بہن کا ہو۔ میں اپنے شوہر کو ان کے ماں باپ اور بہن بھائی کی باتیں ماننے سے اس وقت منع کرتی ہوں جب وہ ایسی باتیں ماننے کو کہیں جو دین و شریعت میں بھی لغو اور فضول ہوں۔

میرے شوہر کا کہنا ہے کہ ایک بیوی پر اپنے ماں باپ پر شوہر کے حقوق کو ترجیح دینا فرض ہوتا ہے جب کہ ایک بیٹا جو کہ اپنے والدین کے لیے امیدوں کا مرکز ہوتا ہے اس کے لیے قرآن و حدیث میں والدین کی بات کو اولین ترجیح دینا فرض ہے چاہے وہ ناجائز ہی کیوں نہ ہو جیسا کہ حضرت ابراہیم اور ان کی بہو کا قصہ ہے۔ مجھے لگتا ہے جیسے میں اپنے والدین کی بھی نافرمان ہوں اور شوہر کی بھی۔ کیا والدین کی خدمت کرنا اور ان سے دعائیں حاصل کرنا صرف بیٹوں کے حق میں آسکتا ہے؟

دوسرامسئلہ یہ ہے کہ تقریباً دو ماہ پہلے میر ابیٹا پیدا ہو کرفوت ہو گیا ہے۔ اس سے پہلے دو بیٹیاں پیدا ہو کرفوت ہو گئی تھیں۔ بچے نہ ہونا اور پیدا ہو کرفوت ہو جانے کو کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ کالا جادو کیا گیا ہے۔ میرے شوہران چیزوں کو تسلیم کرتے ہیں جب کہ میرا ذہن ان چیزوں کو تسلیم نہیں کرتا۔ میرے شوہر کہتے ہیں کہ اس کا علاج ہونا چاہیے جب کہ میں کہتی ہوں کہ جب اللہ کی رضا ہو گی؛ میں بچے مل ہی جائیں گے۔ ڈاکٹری علاج تو ہم کرو ہی رہے ہیں تو پھر کیوں روحانی علاج کے نام پر شرک کے اندر ہے کہ کنوں میں کچھ جائیں۔ جو کچھ بھی ہو سکتا ہے، ہم خود ہی پڑھا کریں گے۔ لیکن میرے شوہرن نہیں مانتے۔ میں عمر میں اپنے میاں سے بہت کم ہونے کی وجہ سے اور تعلیم بھی کم ہونے کی وجہ سے تھوڑا سادہ تی ہوں اور مجھے یہ اچھا بھی لگتا تھا لیکن اب مجھے یہ سب کچھ بالکل بھی اچھا نہیں لگ رہا۔ بلکہ میں بہت زیادہ ڈنی پریشنا کا شکار ہوں۔

میرے لیے یہ بہت بڑا مسئلہ ہے کیوں کہ میرے والدین بھی ان چیزوں کو بہت مانتے ہیں۔ وہ میرے شوہر کے ساتھ ہیں لیکن میں کسی طور پر اس بات پر یعنی پیروں فقیروں کے پاس جانے کے لیے راضی نہیں ہوں اور سوچتی ہوں کہ یہ ایک اور نافرمانی ہے۔ وہ بھی شوہر اور والدین کی مشترک طور پر۔ میں والدین کی سرپرستی میں ان پیروں فقیروں کے ہاتھوں کافی ذلیل و خوار ہو چکی ہوں۔ میں آپ سے پوچھتی ہوں کہ کیا روحانی علاج کرنے کے لیے میں کی مالا اور ہر اچونہ پہننا ضروری ہے؟ کیا کوئی اسکالر یا عالم یا کوئی مذہبی رہنمای اس کا علاج نہیں کر سکتا؟

جواب: آپ نے جن تین اہم پہلوؤں کی طرف اپنے خط میں متوجہ کیا ہے وہ ہمارے معاشرے کے اسلام سے ذوری کو ظاہر کرتے ہیں۔ وہ شہر کی شادی اور اس سے متعلقہ رسمی خرابیوں کا کوئی تعلق اسلام کے ساتھ نہیں ہے، بلکہ اس خطے میں پائی جانے والی قبل از اسلام کی ان روایات سے ہے جنہیں اسلام ختم کرنے کے لیے آیا تھا۔

اسلامی معاشرت کی بنیاد عدل، توازن، رواداری، محبت، عفو و درگزر احترام اور اللہ تعالیٰ کے خوف پر ہے۔ یہاں اولے بدلتے کا کوئی تصور نہیں پایا جاتا۔ اگر ایک شخص کی بیوی حق پر ہو لیکن

اس کو سزا اس بات کی دی جائے کہ اس کی بہن جواس کے کسی سرالی کے عقد میں ہے کوئی قابل اعتراف بات کرتی ہے تو یہ سراسر ظلم و استھصال ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس ظلم سے بچائے اور جو لوگ اس کا ارتکاب کر رہے ہیں انھیں پرداخت دے۔

جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ شوہر کا حق والدین کے حق سے زیادہ ہے تو قرآن کریم کو انھا کر دیکھیے وہ بلا نفریقِ جنس کتنی مرتبہ والدین کے حقوق کی طرف متوجہ کرتا ہے اور کتنے مقامات پر ان کے مقابلے میں شوہر کی ہرجائز و ناجائز بات کو مانے کے لیے کہتا ہے؟ مسئلہ شوہر اور والدین کا مقابلہ کر کے یہ ثابت کرنے کا نہیں ہے کہ والدین کی ناجائز بات کو مانا جائے بلکہ یہ جانے کا ہے کہ اس سلسلے میں قرآن و سنت کا اصول کیا ہے۔ قرآن و سنت نے اس بات کو واضح کر دیا ہے کہ والدین کی اطاعت معروف میں ہو گی ملنگر میں نہیں۔ یہی اصول شوہر کی اطاعت کے سلسلے میں بھی ہے۔ ایسے میں اگر بیوی ایک ایسی بات پر اصرار کرے جو ملنگر ہو تو بیوی کی خوشی کے لیے ملنگر کو اختیار نہیں کیا جائے گا۔

جہاں تک آپ کے دوسرا مسئلہ کا تعلق ہے اس ضمن میں ایک اصول کو پیش نظر رکھیے۔ قرآن و سنت نے جن معاملات میں حلال و حرام کو مستحب کر دیا ہے ان میں کوئی مفہومت کسی سے نہیں ہو سکتی، البتہ جہاں پر کسی حرام کا ارتکاب نہ کیا جا رہا ہو اور ایسے کام سے والدین یا شوہر خوش ہوں تو اس میں کوئی ممانعت نہیں ہے۔

حضرت ابراہیمؑ کی پرداخت کو عموم کی شکل دینا شاید مناسب نہ ہو۔ وہ اللہ کے انتہائی بزرگ رسول تھے (علیہ الصلوٰۃ والسلام) اور اس علم کی بنابر جوان کے رب نے ان کو دیا تھا، انھوں نے بغیر کسی وضاحت کے اپنے بیٹے کو مشورہ دیا۔ یہ معاملہ ابوالانبیاء کے گھرانے کا تھا۔ یہ کوئی عام معاملہ نہ تھا کہ اس سے نظر لائی جائے۔

اسلام کا اصول اس سلسلے میں واضح ہے کہ آخری حد تک خاندان کے اتحاد کو بچایا جائے اور جب اصلاح احوال کا کوئی امکان نہ رہے تو صرف اس صورت میں طلاق کو اختیار کیا جائے۔ اسی لیے بالجبر دی گئی طلاق کی حیثیت شریعت میں واضح کر دی گئی ہے۔ ساس سر کا تعصبات اور بغیر کسی شرعی سبب کے طلاق دلانے کا کوئی جواز اسلامی شریعت میں نہیں پایا جاتا۔

قرآن و سنت سے جادو کا وجود ثابت ہے، اور اگر جادو کیا گیا ہو تو اس کا علاج کروانا بھی ثابت ہے۔ علاج کا طریقہ مسنون ہوا اور اس میں کسی غیر اللہ سے امداد طلب نہ کی جائے تو اس میں کوئی مضافت نہیں۔ اگر آپ کے شوہر کسی ایسے اللہ کے نیک بندے سے واقف ہوں جو جادو کا علاج بغیر کسی غیر اللہ سے امداد لیے کر سکتا ہو تو آپ ان کی بات مان لیں۔ ایسے فرد کے لیے یہ شرط قطعاً نہیں ہے کہ وہ کسی خاص حلیے اور وضع قطعی والا ہو۔

آپ نے جو کچھ لکھا ہے اس کی روشنی میں آپ اپنے والدین یا شوہر کسی کی عدم اطاعت کی مرتب نظر نہیں آتیں۔ اس لیے اپنے ذہن سے اس وہم کو نکال دیں اور والدین اور شوہر جب تک معروف کی طرف بلا میں، ان کی بات کو نہیں اور مانیں کیوں کہ شریعت کا اصول ہے کہ محضیتِ خالق میں رحمتوں کی اطاعت نہیں۔ والله اعلم بالصواب! (ڈاکٹر انیس احمد)

یقیناً آپ چاہتے ہوں گے کہ ترجمان القرآن جیسا اچھا رسالہ:

صرف آپ کے گھر والے ہی نہ پڑھیں بلکہ دوست احباب اور اعزہ بھی پڑھیں۔
ان کی فہرست بنائیے، خصوصاً کالجوں اور جامعات میں زیر تعلیم طلبه و طالبات کی
وفتوار و بار کے تعلیم یافتہ ساتھیوں کی — تعلیم یافتہ گھریلو خواتین کی۔
سب کو ایک ایک نمونے کا پرچہ دیجیے۔

اگر آپ اس کی استطاعت نہ رکھتے ہوں اور کوئی دوست یا عزیز بھی تعاون نہ کرے
تو

یہ فہرست ہمیں ارسال کر دیں — نام پتے تکمیل ہوں۔ بہتر ہے کہ کمپوز ہوں۔

.....○.....